

پنڈت برج نرائن چکبست

(1882ء - 1926ء)



پنڈت برج نرائن چکبست کی ولادت ایک کشمیری خاندان میں بہ مقام فیض آباد، (اتر پردیش) میں ہوئی۔ انھوں نے لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ ہی میں وکالت کرنے لگے۔ ان کا انتقال بریلی میں ہوا اور آخری رسوم لکھنؤ میں ادا کی گئیں۔

چکبست نے روایتی انداز سے شاعری شروع کی اور غزلیں بھی کہیں۔ جلد ہی وہ نظم گوئی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وطن پرستی کو موضوع بنایا۔ چکبست نے ’ہوم رول‘ کے موضوع پر بہت سی نظمیں کہی ہیں۔ ان کی نظموں میں قدرتی مناظر کی عکاسی، بیداری وطن کے جذبات، آزادی کی تڑپ اور دردمندی کے پہلو نمایاں ہیں۔ ان کے کلام میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔

انھوں نے اپنے احباب، بزرگوں اور قومی رہنماؤں پر مرثیے لکھ کر ان کی سیرت کی عمدہ عکاسی کی ہے۔ ان کی نظموں کا مجموعہ ”صبح وطن“ اور مضامین کا مجموعہ ”مضامین چکبست“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

رامائن کا ایک سین

رخصت ہوا وہ باپ سے، لے کر خدا کا نام راہِ وفا کی منزلِ اوّل ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام دامن سے اشک پونچھ کر، دل سے کیا کلام
اظہارِ بے کسی سے ستم ہوگا اور بھی
دیکھا ہمیں اداس تو غم ہوگا اور بھی
دل کو سنبھالتا ہوا آخر وہ فونہال خاموش ماں کے پاس گیا صورتِ خیال
دیکھا تو ایک درمیں ہے بیٹھی وہ خستہ حال سکتہ سا ہو گیا ہے، یہ ہے شدتِ ملال
تن میں لہو کا نام نہیں، زرد رنگ ہے
گویا بشر نہیں کوئی تصویرِ سنگ ہے
کیا جانے کس خیال میں گم تھی وہ بے گناہ نورِ نظر پہ دیدہ حسرت سے کی نگاہ
جُنیش ہوئی لبوں کو بھری ایک سرد آہ لی گوشہ ہائے چشم سے اشکوں نے رخ کی راہ
چہرے کا رنگ حالتِ دل کھولنے لگا
ہر مونے تن، زباں کی طرح بولنے لگا
رو کر کہا خموش کھڑے کیوں ہو میری جاں میں جانتی ہوں جس لیے آئے ہوتم یہاں
سب کی خوشی یہی ہے تو صحرا کو ہو رواں لیکن میں اپنے منہ سے نہ ہرگز کہوں گی ہاں
کس طرح بن میں آنکھوں کے تارے کھینچ دوں
جوگی بنا کے راج دُلا رے کو بھیج دوں

لیتی کسی فقیر کے گھر میں اگر جنم ہوتے نہ میری جان کو سامان یہ بہم
 ڈستا نہ سانپ بن کے مجھے شوکت و حشم تم میرے لال تھے مجھے کس سلطنت سے کم
 میں خوش ہوں پھونک دے کوئی اس تخت و تاج کو

تم ہی نہیں تو آگ لگاؤں گی راج کو

سرزد ہوئے تھے مجھ سے خدا جانے کیا گناہ منجھار میں جو یوں مری کشتی ہوئی تباہ
 آتی نظر نہیں کوئی امن و اماں کی راہ اب یاں سے کوچ ہو تو عدم میں ملے پناہ
 تقصیر میری خالقِ عالم بکل کرے
 آسان مجھ غریب کی مشکل اجل کرے

سن کر زباں سے ماں کی یہ فریاد درد خیز اس خستہ جاں کے دل پہ چلی غم کی تیغ تیز
 عالم یہ تھا قریب کہ آنکھیں ہوں اشک ریز لیکن ہزار ضبط سے رونے سے کی گریز
 سوچا یہی کہ جان سے بے کس گزر نہ جائے
 ناشاد ہم کو دیکھ کے ماں اور مر نہ جائے

پھر عرض کی یہ مادرِ ناشاد کے حضور مایوس کیوں ہیں آپ الم کا ہے یہ وفور
 صدمہ یہ شاق عالم پھری میں ہے ضرور لیکن نہ دل سے کیجیے صبر و قرار دور
 شاید خزاں سے شکل عیاں ہو بہار کی
 کچھ مصلحت اسی میں ہو پروردگار کی

پڑتا ہے جس غریب پہ رنج و مجن کا بار کرتا ہے اس کو صبر عطا آپ کردگار
 مایوس ہو کے ہوتے ہیں انساں گناہ گار یہ جانتے نہیں وہ دانائے روزگار
 انسان اس کی راہ میں ثابت قدم رہے
 گردن وہی ہے امرِ رضا میں جو خم رہے

اکثر ریاض کرتے ہیں پھولوں پہ باغباں ہے دن کی دھوپ رات کی شبیم انھیں گراں
لیکن جو رنگ باغ بدلتا ہے ناگہاں وہ گل ہزار پردوں میں جاتے ہیں رائیگاں
رکھتے ہیں جو عزیز انھیں اپنی جاں کی طرح
ملتے ہیں دست یاس وہ برگ خزاں کی طرح

لیکن جو پھول کھلتے ہیں صحرا میں بے شمار موقوف کچھ ریاض پہ ان کی نہیں بہار
دیکھو یہ قدرت چمن آرائے روزگار وہ ابرو باد و برف میں رہتے ہیں برقرار
ہوتا ہے ان پہ فضل جو رب کریم کا
موج سُموم بنتی ہے جھونکا نسیم کا

اپنی نگاہ ہے کرم کارساز پر صحرا چمن بنے گا وہ ہے مہرباں اگر
جنگل ہو یا پہاڑ سفر ہو کہ ہو حضر رہتا نہیں وہ حال سے بندے کے بے خبر
اس کا کرم شریک اگر ہے تو غم نہیں
دامان دشت، دامنِ مادر سے کم نہیں

برج نارائن چکبست

مشق

لفظ و معنی

زیارت : کسی متبرک مقام، چیز یا شخص کو عقیدت سے دیکھنا، کسی مقدس
مقام کا سفر کرنا
ستم : ظلم

نوناہال	:	پودا، کم عمر بچہ
سکتہ	:	بے حس و حرکت ہو جانے کا مرض
ملاں	:	رنج
بشر	:	انسان
تصویر سنگ	:	مجسمہ، پتھر کی تصویر، پتھر کی مورت
دیدہ حسرت	:	حسرت بھری نگاہ
گوشہ ہائے چشم	:	آنکھ کے کونے
موئے تن	:	جسم کے بال
جوگی	:	فقیر
بہم	:	ساتھ ساتھ، اکٹھے
شوکت و حشم	:	شان و شکوہ، رعب داب
سرزد ہونا	:	پیش آنا، واقع ہونا
منجد ہار	:	بھنور، دریا کے پتھوں بیچ
کوچ کرنا	:	روانہ ہونا
عدم	:	آخرت، غیر موجود ہونا
تقصیر	:	قصور، غلطی
بخل کرنا	:	معاف کرنا
اجل	:	موت
دردخیز	:	درد اٹھانے والا
گریز	:	بچنا
ناشاد	:	ناخوش

الم	:	غم
وفور	:	زیادتی
شاق	:	سخت، دشوار
عیاں	:	ظاہر
رنج و محن	:	دکھ درد، غم، تکلیف
امر رضا	:	اللہ کی مرضی
خم	:	ٹیڑھا پن
ریاض	:	بہت سے باغ
ناگہاں	:	اچانک
رائیگاں	:	بے کار
دستِ یاس ملنا	:	افسوس سے ہاتھ ملنا
برگِ خزاں	:	خزاں کے پتے
موقوف	:	منحصر، ملتوی
موجِ سموم	:	گرم ہوا، جھلسا دینے والی ہوا، لو
نسیم	:	ٹھنڈی ہوا
کارساز	:	کام بنانے والا یعنی اللہ
حضر	:	ایک جگہ قیام، بٹھراؤ
دشت	:	جنگل
دامنِ مادر	:	ماں کی گود، ماں کی آغوش

غور کرنے کی بات

- اس نظم میں ماں اور بیٹے کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔
- ایودھیا کے راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیا، کیکئی اور سُمتر۔ رام چندر جی کوشلیا کے بیٹے تھے۔ جب تخت پر رام چندر جی کے بیٹھنے کا وقت آیا تو ان کی سوتیلی ماں کیکئی نے اپنا لیا ہوا وعدہ راجہ دشرتھ کو یاد دلایا۔ آخر کار رام چندر جی کو چودہ برس کا بن باس ملا۔ نظم کے اس سین میں رام چندر جی کا اپنی ماں کوشلیا سے رخصت ہونا بہت پر درد انداز میں دکھایا گیا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. 'راہِ وفا کی منزلِ اوّل ہوئی تمام' یہ کہہ کر شاعر نے کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟
2. مندرجہ ذیل الفاظ شاعر نے کس کے لیے استعمال کیے ہیں؟
صورتِ خیال، خستہ حال، شدتِ ملال، تصویرِ سنگ
3. شاعر کے خیال میں شوکت و حشم سانپ بن کر کس طرح ڈس رہا ہے؟
4. 'موئے تن زبان کی طرح بولنے' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
5. چھٹے اور ساتویں بند کی تشریح کیجیے؟

عملی کام

- اس نظم سے متضاد الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔
- نظم میں ایک لفظ 'ناشاد' آیا ہے جس کے معنی خوش نہ ہونے کے ہیں لیکن اگر ہم اس میں سے 'نا' ہٹا دیں تو لفظ 'ناشاد' بن جائے گا جس کے معنی خوش ہونے کے ہیں۔ آپ بھی ایسے ہی کچھ الفاظ لکھیے جس میں 'نا' کا استعمال کیا گیا ہو۔

- اضافت کی تعریف اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس نظم میں بھی کچھ اضافتیں آئی ہیں۔ جیسے خالق عالم۔ آپ نظم میں آئی اضافتوں کی نشاندہی کیجیے۔
- اسی طرح کچھ الفاظ ایسے آئے ہیں جن میں دو الفاظ کے درمیان میں 'و' کا استعمال ہوا ہے جیسے شوکت و حشم۔ یہ لکھتے تو 'و' لگا کر ہیں لیکن پڑھتے ہیں ملا کر جیسے (شوکت و حشم) دو لفظوں کو اس طرح ملانے والے 'و' کو حرفِ عطف کہتے ہیں۔ آپ اس نظم میں سے اس طرح کے الفاظ کو تلاش کر کے لکھیے جن میں عطف کا استعمال ہوا ہو۔
- مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:
بہم، اشک ریز، خالق عالم، عیاں، رنج و محن، منجد ہار، الم، وفور